دارالافتاء

حضرت مولانا سعید مجتبیٰ السعیدی

ایک حدیث کی تحقیق

اقبال منزل، حبیب کالونی شیخوپورہ سے جیلانی صاحب لکھتے ہیں :

"چند روز قبل یوم شہادت علیؓ کے موقع پر پاکستان ٹی وی پر دو ہاشمی اور شیعہ حضرات نے درج ذیل حدیث کے حوالہ سے بات چیت کی :

" اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا "

"میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ !"

—— ہمارے ہاں شیخوپورہ میں ایک بریلوی مولوی صاحب نے بھی جمعہ کے روز ۳۱ مئی ۱۹۸۶ء کو دورانِ تقریر اسی حدیث کے حوالے سے دیر تک فضیلتِ علیؓ بیان کی۔ اور کہا کہ "علم کا شہر" والی یہ حدیث صحیح بخاری میں موجود ہے —— کیا واقعی یہ حدیث صحیح بخاری یا صحاح ستہ کی دیگر کتب میں موجود ہے؟ —— سنداً اس کی حیثیت کیا ہے؟ براہ کرم مفصل روشنی ڈالئے، جزاکم اللہ !"

الجواب بعون اللہ الوہاب:

" اَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ !

دینِ اسلام کے دشمنوں اور نادان اہل اسلام نے مختلف طریقوں سے دین کو نقصان پہنچایا۔ ان میں سب سے زیادہ خطرناک طریقہ اور فتنہ وضعِ حدیث کا تھا۔ ان لوگوں نے خود ساختہ احادیث آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کر کے ذخیرۂ حدیث کو غیر معتبر بنانے اور ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے، اس لیے اس نے اس امت میں علماء و محدثین کی ایک بہت بڑی جماعت پیدا فرمائی، جنہوں نے دفاع عن الحدیث کا فریضہ سرانجام دیتے

ہوئے صحیح احادیث اور موضوع احادیث کو علیحدہ علیحدہ کر دیا۔ اور احادیث وضع کرنے والوں اور ان کی وضع کردہ احادیث کی حقیقت بیان کر کے ان کے جھوٹ کی قلعی کھول دی۔ چنانچہ کتبِ دینیہ میں مستقلاً اس موضوع پر لکھی گئی کتب کی ایک معقول تعداد شامل ہے۔

احادیث وضع کرنے والوں کی بہت سی اقسام ہیں اور ہر شخص کی اس مذموم عمل سے غرض بھی مختلف ہوتی ہے، جس کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں۔ اگر ضرورت محسوس کی گئی تو کسی آئندہ نشست میں اس موضوع پر مفصل گفتگو ہو گی۔ ان شاء اللہ! مختصراً یہاں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ حدیث وضع کرنے والوں نے اپنے اپنے قبیلوں، خاندانوں، شخصیتوں، اپنے محبوب و پسندیدہ شہروں، علاقوں، ملکوں۔ پسندیدہ اور مرغوب غذاؤں اور مشروبات و فواکہ کے فضائل پر مشتمل احادیث وضع کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیں اور اس طرح "مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ" کی وعید کے مستحق ہوئے! اسی طرح ان لوگوں کو جن شخصیات سے عقیدت و محبت ہوتی، ان کے فضائل و مناقب میں احادیث وضع کر دیتے، اور جن لوگوں سے عقیدت کم ہوتی یا دل میں ان کے خلاف بغض و حسد ہوتا، ان کے بارہ میں بھی ایسی احادیث وضع کر دیتے، جن سے ان حضرات کی تنقیص مقصود ہوتی۔ اسی ضمن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے معتقدین نے ان کے فضائل و مناقب میں بے شمار احادیث وضع کیں۔ حالانکہ آپؓ کی فضیلت میں صحیح اور معتبر احادیث کی کافی تعداد کتبِ حدیث میں موجود ہے۔ جن کے ہوتے احادیث گھڑنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وَأَمَّا مَا وَضَعَتْهُ الزَّنَادِقَةُ فِي فَضَائِلِ عَلِيٍّ فَأَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُعَدَّ قَالَ الْحَافِظُ أَبُو يَعْلَى الْخَلِيلِيُّ فِي كِتَابِ الْإِرْشَادِ: وَضَعَتِ الرَّافِضَةُ فِي فَضَائِلِ عَلِيٍّ وَأَهْلِ الْبَيْتِ نَحْوَ ثَلَاثِ مِائَةِ أَلْفِ حَدِيثٍ وَلَا تَسْتَبْعِدْ هٰذَا فَإِنَّكَ لَوْ تَتَبَّعْتَ مَا عِنْدَهُمْ مِنْ ذٰلِكَ لَوَجَدْتَ الْأَمْرَ كَذٰلِكَ" (المنار المنیف فی الصحیح والضعیف ص ۱۲۱)

کہ "زنادقہ نے حضرت علیؓ کے فضائل میں جو احادیث وضع کیں وہ بے شمار ہیں،

حافظ ابو یعلیٰ اپنی کتاب "الارشاد" میں لکھتے ہیں کہ رافضیوں نے حضرت علیؓ اور اہل بیت کے فضائل میں تین لاکھ کے قریب احادیث وضع کیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں جو کچھ ان کے پاس ہے، اگر اس کا تتبع کیا جائے، تو صورتِ حال اس سے مختلف نہیں ہوگی!

حضرت علیؓ کے حق میں جو احادیث وضع کی گئیں، ان میں سب سے زیادہ مشہور وہ روایت ہے جس میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا" ــــــ کتابوں میں یہ روایت مختلف الفاظ سے نقل ہوئی ہے۔ ان میں سے بعض یہ ہیں:

۱۔ "أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا"

۲۔ "أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا"

(جامع ترمذی، مناقب علی، اللآلی المصنوعہ للسیوطی ۱/۳۲۹، الفوائد المجموعہ ۳۴۸)

۳۔ "أَنَا مَدِينَةُ الْفِقْهِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا" (اللآلی المصنوعۃ ۱/۳۲۹)

۴۔ "أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا فَمَنْ أَرَادَ الْعِلْمَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ"

(اللآلی المصنوعہ ۱/۳۲۹-۳۳۰) الفوائد ص ۳۴۸)

۵۔ "أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا فَمَنْ أَرَادَ الْمَدِينَةَ فَلْيَأْتِهَا مِنْ بَابِهَا" (اللآلی المصنوعہ ۱/۳۲۹)

۶۔ "أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا فَمَنْ أَرَادَ الدَّارَ فَلْيَأْتِهَا مِنْ بَابِهَا" (اللآلی المصنوعہ ۱/۳۳۰)

۷۔ "أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ سُورُهَا وَعَلِيٌّ بَابُهَا فَمَنْ أَرَادَ الْعِلْمَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ"

(اللآلی المصنوعہ ۱/۳۳۵)

کتبِ ستہ میں یہ روایت صرف جامع ترمذی میں بالفاظ "أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا" وارد ہے، لیکن امام ترمذی اسے روایت کرنے کے بعد محاکمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ حدیث غریب، منکر ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور ہم نہیں جانتے کہ اس

روایت کو شریک کے علاوہ کسی اور نے ثقات سے بیان کیا ہو"!

پس یہ روایت ناقابلِ احتجاج واستدلال ہے۔ جامع ترمذی کے علاوہ امام حاکم کی المستدرک میں بھی یہ روایت موجود ہے اور انہوں نے اس کی تصحیح کی ہے۔ مگر اولاً تو یہ کتاب معتبر کتبِ حدیث میں شمار ہی نہیں ہوتی؛ ثانیاً محققین محدثین کے نزدیک امام حاکم کا کسی حدیث کو صحیح کہنا مقبول نہیں۔ کیونکہ امام حاکم تصحیح کرنے میں متساہل مشہور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حافظ ذہبی اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں، اس حدیث کا صحیح ہونا تو دُور کی بات ہے، یہ حدیث تو ہے ہی موضوع!— چنانچہ اس کی سند میں ایک راوی (احمد بن عبداللہ بن یزید الحرانی) پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اَلْعَجَبُ مِنَ الْحَاكِمِ وَجُرْأَتِهٖ وَتَصْحِيْحِهٖ هٰذَا وَاَمْثَالَهٗ مِنَ الْبَوَاطِيْلِ وَاَحْمَدُ هٰذَا دَجَّالٌ كَذَّابٌ"

(میزان الاعتدال)

"امام حاکم پر تعجب ہے کہ وہ کس جرأت کے ساتھ اس روایت اور اس جیسی جھوٹی روایات کو صحیح کہہ دیتے ہیں، یہ احمد راوی تو دجال اور بڑا جھوٹا آدمی ہے۔"

اس حدیث پر امام ابن الجوزی نے اپنی کتاب "الموضوعات" کے صفحہ ۳۴۹ — ۳۵۴ پر بڑی تفصیل سے بحث کی ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حضرت علیؓ سے پانچ سندوں کے ساتھ، حضرت ابن عباسؓ سے دس سندوں کے ساتھ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے دو سندوں کے ساتھ روایت ہوئی ہے — اس کے بعد انہوں نے تمام سندیں ذکر کرکے ہر ہر سند میں جو راوی ضعیف، جھوٹا اور وضع کرنے والا ہے، تفصیل سے ان پر کلام کیا ہے۔

اس حدیث کے متعلق امام عقیلی فرماتے ہیں:

"لَمْ يَصِحَّ فِيْ هٰذَا الْمَتْنِ حَدِيْثٌ" (الضعفاء الکبیر ۳/ ۱۵۰)

کہ "اس مفہوم کی ایک بھی حدیث صحیح نہیں۔"

امام ابن عدی لکھتے ہیں:

"هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ مَوْضُوْعٌ" (الکامل ۱/ ۱۹۵)

کہ "یہ حدیث منکر اور من گھڑت ہے۔"

ابن عدی نے الکامل ۳/ ۱۲۴۷ پر بھی اس روایت کے راوی عثمان بن عبداللہ اموی پر کلام کی ہے۔

اسی طرح اسی عثمان پر "لسان المیزان" ۴/ ۱۴۳ پر بھی جرح ہے۔

ان کے علاوہ اس حدیث کو مندرجہ ذیل محدثین وائمہ کرام نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں موضوعات کے ضمن میں ذکر کیا ہے:

ابن عراق الکنانی نے "تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ" میں ۱/ ۳۷۷ پر۔

ابن الدیبع الشیبانی نے "تمییز الطیب من الخبیث فیما یدور علی السنۃ الناس من الحدیث" کے صفحہ ۲۳۰ پر۔

ملا علی قاری نے "الموضوعات الکبیر" کے ص ۴۰ پر

جلال الدین السیوطی نے "الجامع الصغیر" کی جلد ۲ صفحہ ۱۳ پر۔

یہ تو سند کے لحاظ سے اس حدیث کا حال ہے، اب ذرا معنیٰ پر غور کریں، تو معنوی لحاظ سے بھی یہ غلط ہے۔

اس کا معنیٰ یہ ہے کہ میں "علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہیں۔"

یعنی علمِ نبوی حاصل کرنے کا ذریعہ صرف اور صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

حالانکہ یہ بات حقائق کے خلاف ہے۔ کیونکہ ذخیرۂ حدیث میں بے شمار حدیثیں ایسی ہیں جو دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کا ذکر تک نہیں ملتا ـــــ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زندگی ہی میں بعض معتقدین بھی اسی قسم کا اعتقاد رکھتے تھے۔ جس کی آپ رضی اللہ عنہ نے خود تردید فرمائی۔

اور فرمایا کہ "ہمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی خصوصی ایسا علم نہیں دیا جو دوسروں کے پاس نہ ہو۔" (ملاحظہ ہو، صحیح بخاری۔ صحیح مسلم ودیگر کتبِ حدیث)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ روایت، روایتاً، درایتاً، عقلاً اور نقلاً کسی بھی لحاظ سے قابلِ التفات وقابلِ احتجاج نہیں۔ لہٰذا اس قسم کی موضوع روایات بیان کرنے سے بچنا چاہئے کیونکہ احادیث میں جھوٹی اور موضوع روایات آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے والے کے بارہ میں شدید وعید آئی ہے۔ هٰذا ما عندي والله أعلم بالصواب!